© rasailojaraid.com

الیاس نعمانی

عراق میں امریکہ کا مستقبل؟

عالمی سیاسی حلقوں میں آج کل جو موضوع سب سے زیادہ زیر بحث ہے وہ ہے' عراق میں امریکہ کا مستقبل کیا ہوگا؟ عراقی جنگ کے خاتمہ کے امریکی اعلان کے بعد روز افزوں اور شدت اختیار کرتی جہادی مزاحمت نے اس سوال کو مزید اہمیت دے دی ہے۔ اس مزاحمت اور اس کے نتیجے میں ہونے والے امریکی جانی نقصان کے بارے میں ہر صبح کچھ نہ کچھ اخبارات کی زینت اور عوام کی دلچسپی کا سبب بنتا ہے' لیکن اخبار و رسائل کی زینت بننے والا یہ ''کچھ نہ کچھ'' پوری حقیقت سے کتنا قریب یا کتنا دور ہوتا ہے' اس سلسلے میں کوئی قطعی بات کہنا آسان نہیں' کہ ہمارا عام میڈیا اس سلسلے میں اکثر امریکی ایجنسیز پر ہی انحصار کرتا ہے' لیکن کبھی کبھار کچھ ایسی رپورٹیں منظر عام پر آ جاتی ہیں جن سے حقیقت کا اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے' ایسی ہی کچھ چیزیں کویت سے شائع ہونے والے مشہور عربی ہفت روزہ ''المجتمع'' میں کچھ دنوں قبل ایک طویل مضمون میں ضمنی طور پر نقل کی گئی تھی' (مورخہ 14 ر نومبر 2003ء) کے ''ہندوستان ٹائمز'' میں بھی سی آئی اے کی ایک ایسی رپورٹ کے کچھ اقتباسات نقل کئے گئے ہیں۔ ذیل میں یہی دونوں (بالترتیب) تلخیص و ترجمہ کے ساتھ نذر قارئین ہیں۔

(1) عراق میں امریکی فوج کے مقتولین اور زخمیوں کی روز افزوں تعداد پر امریکی کانگریس کے متعدد ارکان نے اپنے خوف و قلق کا اظہار کیا ہے' سینٹ میں مسلح افواج کے متعلق کمیٹی کے سربراہ ڈنکن ہنٹر کا کہنا ہے کہ: ''امریکی فوج نے دہشت گرد عناصر کو شکست تو دے دی ہے لیکن ابھی ان کا خاتمہ نہیں کیا ہے'' انہوں نے مزید کہا کہ ''امریکی افواج کو مستقبل میں ایک ''نامعلوم انجام'' کا سامنا ہے اسلئے کہ یورپ اور ایشیا میں ابھی ہمارے بہت سے طویل مدتی اہداف پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچے ہیں' نیز عراق و افغانستان کے سلسلے میں ہمارے اوپر بھاری ذمہ داریاں ہیں جو ہمیں ادا کرنی ہیں' ہم جانتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف یہ جنگ کتنے دن چلے گی' اور کبھی ختم ہوگی بھی یا نہیں اس لئے ہماری افواج کی امن و حفاظت کا مسئلہ مستقبل میں ایک پیچیدہ و ناقابل حل مسئلہ ہی رہے گا۔''

اسی کمیٹی کے ایک رکن آئیک سکیلٹن کا کہنا ہے کہ:

''عراق میں امریکی نقصانات کی زیادتی امریکی حملہ کے طریقۂ کار اور حکمتِ عملی پر نظر ثانی کے لئے مجبور کرتی ہے' انہوں نے مزید کہا کہ عراق میں صدام حسین کی حکومت کے زوال کے بعد دو مہینوں میں امریکی مقتولین کی تعداد پچھلے پورے سال میں افغانستان میں مارے گئے امریکیوں سے زیادہ ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ وہاں روزانہ ایک امریکی فوجی مارا جا رہا ہے۔''

یہ اعداد و شمار حقیقت سے بہت کم ہیں' امریکی فوج میں سنٹرل کمانڈ کے چیف جنرل ٹامی فرینکس نے امریکی کانگریس کی ایک کمیٹی کے سامنے روزانہ مرنے والوں کی اوسط تعداد دس بتائی ہے' جنرل فرینکس کے بیان کی تائید خود امریکی حکومت کی ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رپورٹس سے بھی ہوتی ہے' جن کے مطابق روزانہ امریکی فوجیوں پر تقریباً پندرہ حملے ہوتے ہیں۔ یہ اعتراف امریکی وزیر دفاع رمسفیلڈ نے دو ہفتے قبل یہ کہتے ہوئے کیا کہ ''روزانہ ہونے والے حملوں کی تعداد 25 سے گھٹ کر 15,14 تک رہ گئی ہے'' عراق میں رہنے والے عینی شاہدین کے نزدیک امریکی نقصانات ان سب سے کہیں زیادہ ہے، ان عینی شاہدین کا یہ بھی کہنا ہے جب کبھی کوئی حملہ ہوتا ہے امریکی فوجیں اس کے آثار ونشان مٹانے کے لئے تیزی سے سرگرم عمل ہوجاتی ہیں' مشہور برطانوی روزنامے گارجین کی گزشتہ ہفتہ شائع ہوئی ایک رپورٹ کے مطابق چھ ہزار امریکی فوجی زخمی ہوئے ہیں جن میں سے پندرہ سو شدید زخمی ہیں۔

عراق میں تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ اڑتالیس ہزار ہے' جن میں تقریباً چالیس ہزار ایسے ہیں جو امریکی شہری نہیں ہیں' بلکہ گرین کارڈ لئے ہوئے امریکہ میں رہتے ہیں' ان میں سے اکثر لاطینی نسل سے بھی تعلق نہیں رکھتے ہیں' اور یہی وہ چیز ہے جو امریکی انتظامیہ کی نقصان چھپانے کی کوشش کو مدد فراہم کرتی ہے۔ امریکی وزارت دفاع کے بعض ذرائع کا کہنا ہے کہ ان میں سے بعض کو یہ امید دلائی گئی ہے کہ اس جنگی مہم کے بعد انہیں تعلیم کے لئے پچاس ہزار ڈالر دئے جائیں گے' بعض کو نوکریوں کی لالچ دی گئی ہے' اور بعض سے امریکی شہریت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (خیال رہے کہ یہ جس تحریر کی ترجمانی ہے وہ ستمبر کی لکھی ہوئی اور اب سے کوئی دو ماہ پہلے کی ہے اور ان دو ماہ میں امریکی فوج کے لئے حالات کئی گنا زیادہ خراب ہوئے ہیں' حملوں کی شدت میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

(المجتمع 27/ستمبر 2003ء)

(2) امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کی اس رپورٹ کے بعد عراق کی گوریلا جنگ امریکہ کے کنٹرول سے باہر ہوتی جارہی ہے، وہائٹ ہاؤس نے سیاسی اقتدار عراقیوں کو جلد سے جلد سونپنے کا منصوبہ بنایا ہے، اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ عراقی عوام کی مزاحمت روزانہ بڑھتی جارہی ہے۔ فوجی تحقیقاتی ایجنسی کے ایک کارکن کا کہنا ہے کہ مزاحمت کرنے والے افراد کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی ہے' اس ایجنسی سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے جو اس رپورٹ سے واقف ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''اس رپورٹ میں ہے کہ اگر صورت حال میں تیز ڈرامائی تبدیلی نہیں آئی تو ہم ایک بازی ہارتے جارہے ہیں' اور حالات ہمارے قابو سے نکلتے جارہے ہیں' مزاحمت صرف صدام کی بعث پارٹی والے ہی نہیں کررہے' بلکہ ہزاروں لوگ ہمارے خلاف میدان میں ہیں''۔ یہ رپورٹ جس پر پال بریمر (عراق میں امریکی انتظامیہ کے سربراہ) کے دستخط ہیں' یہ سمجھا جارہا ہے کہ یہ بریمر کی جانب سے جارج بش کو یہ پیغام ہے کہ صورت حال نہایت خراب ہے۔

(مطبوعہ: ''الفرقان'' لکھنؤ دسمبر 2003ء۔ ''ہندوستان ٹائمز'' 14 نومبر 2003ء)

''نقیبِ ختم نبوت'' میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

© rasailojaraid.com